مناظرہ کا شوق، فوائد اور نقصانات

از قلم:
مولانا محمد آصف انبالوی
خطیب جامع مسجد عبداللہ بن مسعودؓ
باگڑیاں گرین ٹاؤن لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

جب مَیں لاہور میں درجہ ثالثہ کا طالب علم تھا، مجھے مناظرہ پڑھنے کا اور مناظرہ کرنے کا شوق پیدا ہوا؛ وجہ شاید یہ تھی کہ ان دنوں ایک ''معروف مناظر'' بڑی شدت کے ساتھ غیر مسالک والوں کو مناظروں کا چیلنج کر رہے تھے۔ مناظرے دیکھے نہیں تھے، مگر ایک شوق پیدا ہو گیا۔

پہلا تجربہ:

یہی وجہ تھی کہ لاہور کے ایک سخت طبیعت عالم علامہ فضل احمد چشتی رضاخانی صاحب کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ خوب بحث کی؛ موضوع بحث ''عباراتِ اکابر، حج کے ساقط ہونے پر اور ائمہ حرمین مومن یا کافر؟'' تھا۔ چشتی صاحب کا کہنا تھا کہ حج ساقط ہو گیا ہے، کیوں کہ ائمہ حرمین کافر ہیں، جب کہ میں اس بارے میں ان کا مخالف تھا۔ حالانکہ میں اس وقت طالب علم ابتدائی درجات کا تھا، ثالثہ والے سال درسی کتب سے زیادہ مناظروں کی کتابیں پڑھی، حتیٰ کہ ایک رسالہ ''فتنہ فضلیہ کا تعارف'' لکھ دیا جس میں علامہ صاحب سے ملاقات میں ہونے والی باتیں اور ان کا رَدّ تھا۔

۲۰۰۹ء میں یہ شوق شدت اختیار کر گیا اور اپنے شوق کی تکمیل کے لیے بندہ ''مرکز اتحاد اہلِ سُنّت سرگودھا'' معروف مناظر صاحب کے پاس پہنچا اور اپنے شوق کی تکمیل میں سَر دُھننے لگا۔ مگر چند باتوں کا احساس مجھے بعد میں ہوا، جس کو اگر ایک جملے میں بیان کیا جائے تو اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ''آج کل مناظرہ صرف دوسرے کو گرانا ہے اور خود کو منوانا''۔

مناظروں سے امراضِ باطنہ پیدا ہونا، چند مشاہدات:

مناظرے سے جو باتیں دِل میں پیدا ہوتی ہیں، ان میں سب سے خطرناک چیز ''تکبر'' اور

''حسد'' ہے، جس کا عملی نمونہ کئی بار مناظرہ کی درس گاہ میں دیکھا گیا۔ چنانچہ:

(۱) مناظرہ کے سب سے بڑے اُستاد سے جب شوافع اور اَحناف کے اختلاف میں سے کسی اختلافی مسئلہ کا پوچھا جاتا، تو موصوف کہتے کہ: ''یہی مسئلہ غیر مقلدین کے بارے میں پوچھو، پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے''۔

(۲) مناظرہ کی اس درس گاہ میں حسد کا یہ عالم تھا کہ اُستاد کے معاصرین میں سے کسی کا ذکر چل پڑتا، تو اُس کی تردید کسی نہ کسی انداز میں کر دی جاتی، تعریف کرتے بھی تو اس انداز میں کہ نہ پتہ چلتا یہ ''مَدح'' ہے اور نہ معلوم ہوتا یہ ''ذَم'' ہے۔ مجھے تو دلؔیر مرحوم کا ایک شعر یاد آتا اور کہہ دیتا۔

گھبرائے کیوں نہ کشمکش نزع سے دلؔیر

پہلا یہ اتفاق اسے عمر بھر میں ہے

غرض مناظرہ کی درس گاہ میں چند ایسی دیگر باتیں سامنے آئیں جن کو دیکھ کر مناظرہ سیکھنے کا شوق بہت کم ہو گیا۔

(۳) مناظر صاحب سے احقر نے ایک سوال کیا تھا کہ فلاں کتاب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ اُنھوں نے اپنے بیٹے یزید سے کہا تھا: ''بیٹا! تم جو گناہ سب کے سامنے کرتے ہو، یہ چھپ کر کیا کرو، بڑے بڑے لوگ اس میں مبتلا ہیں''۔ مجھے اس بات پر اِشکال تھا کہ ایک ایسا شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحبت یافتہ ہو، وہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے؟ مگر جن صاحب کی کتاب کا یہ حوالہ ہے، مناظر صاحب کو ان سے عقیدت ہے، اس لیے جواب مجھے مرکز ''مجلس صیانۃ المسلمین'' کے مہمان خانہ میں بیٹھ کر یہ دیا کہ: ''یہ تو اعتراض ہی فضول ہے، اس کا جواب یہی کافی ہے کہ جیسے ایک آدمی اپنے بیٹے سے کہتا ہے: اگر تُو نے نجاست کھانی ہی ہے، تو چھپ کے کھالے''۔

اس بات پر راقم نے کہا کہ: ''یہ میرا باپ نہیں جو چودہ سو سال بعد یہ بات کہہ دے، یہ صحابیِ رسول ہیں''۔ اس پر زیادہ بات نہیں کی، پھر میں نے خط بھی لکھا، مگر آج تک اس کا جواب نہیں آیا۔ اور اگر یہی بات کسی غیر مقلد سے صادر ہوتی، تو کیا ہوتا؟ یہ ہم خوب جانتے ہیں۔

مَیں دس بارہ سال کی عمر سے ان مناظر صاحب کے نام سے واقف تھا، ان کی تقریریں سن

کران کی نقل اُتارنے کی کوشش کرتا تھا، ان کے شوقِ ملاقات میں کئی کئی میل کا سفر کر جاتا تھا اور سرسری دیدار پر ہی قناعت کرلیا کرتا تھا۔ بالآخر ایک دن وہ آیا کہ ان تک مکمل رسائی ملنا شروع ہوئی، بلکہ مناظر صاحب ہماری مسجد محمدی شریف میں بھی تشریف لاتے، مولوی مشرف سعید صاحب اور راقم ان کے ساتھ کھلی گپ شپ کرتے۔

''تحفظِ سُنّت کانفرس'' میں یہ کیسا ''تحفظِ سُنّت'' ہے؟

ان دنوں مناظر صاحب نے لاہور میں ایک کانفرنس کا اعلان کیا ہوا تھا جس کے چندے کی تحریک بہت شد و مد سے مولانا عبدالشکور حقانی صاحب چلا رہے تھے، اشتہارات اور بورڈ لگا دیے تھے۔ آخر وہ جلسہ کا دن بھی آ گیا، ہزاروں روپے لگا کر پنڈال سجایا گیا تھا، جگہ جگہ مجمع کی فلمیں بنائی جا رہی تھیں۔ ہر خطیب آتا؛ میزبان مناظر صاحب اور جلسہ گاہ کی تعریف کرتا، پھر کچھ بیان کرتا اور چلا جاتا۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ ایک صوفی بزرگ جن کے چہرے پر ایک سکونت اور وضع قطع میں اسلاف کا نمونہ نظر آتے تھے، تشریف لائے اور بہت ہی مغموم انداز میں کہا:

> ''میں تو گھر سے چلا، تو خوش تھا کہ ''تحفظِ سُنّت کانفرنس'' میں جا رہا ہوں، مگر یہاں کوئی اور ہی ماحول ہے؛ ہر جگہ تصویر کشی ہے، یہ کیسا تحفظِ سُنّت'' ہے؟''

جب یہ بزرگ اپنی بات پوری کر چکے تو میزبان مناظر صاحب نے ان کے رَدّ میں جو انداز اَپنایا، وہ نہایت افسوس ناک تھا[1]۔ میزبان صاحب نے برداشت اور وسعت کا درس دینا شروع کیا، مگر خود مولانا ہزاروی صاحب کی بات برداشت نہ کر سکے۔ آپ کے مزاج کی طرح آواز میں بھی خوب

---

(۱): عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے متعلقین، خصوصاً خلفاءِ مجازین کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''احقر سے تعلق رکھنے والوں کو عموماً اور خلفاء کو خصوصاً متنبہ کیا جاتا ہے کہ اسلام میں جاندار کی تصویر بالکل حرام ہے، لہٰذا تصویر بنانا یا کھنچوانا خواہ کیمرہ سے ہو یا ڈیجیٹل کیمرہ سے یا مُووی بنانا سب بالکل حرام ہے۔ کوئی اگر ڈیجیٹل کو یا کیمرہ کو جائز کہتا ہے تو وہ اس کا اپنا فعل ہے ہم اپنے اکابر کے مسلک پر ہیں جو ہر قسم کی تصویر کو حرام کہتے ہیں۔ اسی طرح اُسکرین پر عورتوں کو پڑھانا اور اپنا عکس نامحرم عورتوں کو دِکھانا کیسے جائز ہوگا؟ جب ہمارے بزرگوں نے مردوں کو پردہ سے بھی عورتوں کو پڑھانے سے منع فرمایا ہے تو اُسکرین کا عکس نامحرم عورتوں (جاری...)

خشونت تھی، بھرائی ہوئی آواز میں لہجے کی غضب نا کی سامعین کو حیران کر رہی تھی جیسے کسی نے موصوف کو گالی دے دی ہو۔

اس اہتمام سے مجھ کو فلک وقار کیا
جلا کے خاک کیا خاک کو غبار کیا

سنجیدہ لوگ حیران ہوئے کہ مہمان کے ساتھ ایسا سلوک نامناسب ہے، مگر یار لوگ جانتے ہیں کہ اکثر مناظر اپنی بات کے خلاف کسی کی بات سننا پسند نہیں کرتے، سارے تو حضرت تونسوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح نہیں ہوتے۔

فنِ مناظرہ کی حالتِ زار:

مجھے یاد ہے جب میں مناظرہ پڑھنے گیا تو جب مشق کرنے کے لیے مناظرہ کرتے، تو ہر ساتھی اپنے مقابل کو پست کرنا ہی ضروری سمجھتا تھا، آواز بلند کر کے دوسرے کو ذلیل کرنا یہی "فنِ مناظرہ" تھا۔ اور اس سے بڑھ کر افسوس اس بات کا ہوا کہ کسی کو اس بات کی فکر نہ تھی کہ طلباء میں جو عیوب (یعنی باطنی امراض) پیدا ہو رہے ہیں، یہ کیوں ہیں؟ یوں محسوس ہوتا تھا یہ خالص یونانی فلسفہ کی کلاس ہے؛ یہاں اخلاق کی ضرورت نہیں، بس "جاہ و منصب" اور "واہ، واہ" ہی سب کچھ ہے۔

اس حقیقت کو بالکلیہ بھلانا درست نہیں کہ "علم کا نفع ایمان و عمل کی کثرت اور تقویٰ کی زیادتی پر موقوف ہے، فصاحت و بلاغت، تقریر و آواز کا علم کے نفع سے کوئی تعلق نہیں"۔ لیکن ہمارے ہاں بڑی گاڑی، اچھا لباس، عمدہ گھڑی اور اپنی جاگیریں بتانا بھی ضروری سمجھا جانے لگا، ان عارضی چیزوں پر فخر کی بیماری مناظرہ کرنے والوں میں عام پائی جاتی ہے۔

❶ حسد:

"حسد" تو مناظرہ کرنے والوں میں اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ خدا کی پناہ! ایک مناظر کہتا

(گزشتہ سے پیوستہ:) کو دِکھانا کیسے جائز ہوگا؟"

پھر دیگر وصایا کے بعد آخر میں فرمایا کہ: "مندرجہ بالا ہدایات کی اگر خلاف ورزی کی گئی تو خلافت سلب سمجھی جائے گی"۔ (ارمغان)

ہے: ”اس کو جو آج شہرت ملی ہے، یہ میری وجہ سے ہے“۔ مسلک و مشرب بھی ایک ہوتا ہے، کل تک مل کے چلتے رہے، مگر جب ایک کو شک ہوتا ہے کہ لوگ اب اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں، تو دوسرا اس کا مخالف ہو جاتا ہے۔ یہ کوئی بہت پُرانی بات نہیں کہ جو ”اتحاد“ سرگودھا والوں نے بنایا، پھر لاہور والوں کو رُسوا کیا، وہ کون نہیں جانتا؟ یہ حسد اس پیشہ میں صاف نظر آتا ہے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”حسد“ کے بارے میں واضح فرمایا ہے:

الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ.(۱)

مگر پھر بھی حسد اس طبقے میں بھرا ہوا ہے؛ ایک کا اندازِ بیاں اگر اچھا ہو اور دوسرا اس کے مقابلہ میں آنے لگے، تو نہ چاہتے ہوئے بھی دوسرے پر حسد کرنے لگتے ہیں اور اسی حسد کو بنیاد بنا کر ایک دوسرے پر تہمتیں تک لگانے سے گریز نہیں کرتے۔

۲ غیبت:

”غیبت“ ایک بڑا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اتنا ناپسند فرمایا کہ ”مُردار کھانے“ سے تشبیہ دی، اور آپ بھی دیکھتے ہوں گے کہ مناظرہ کرنے والوں میں مُردار کھانے کی عادت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مخالف کا ہر مجلس میں مذاق اُڑانا، اس کے عیب بیان کرنا، یہ سب باتیں معمولی ہیں، بلکہ اس سے بھی آگے تک جاتے ہوئے دیکھا۔ بہتان لگانا اور مخالف کے عیب تلاش کر کے لوگوں کے سامنے رکھنا، یہ سب مناظرین کی عادات میں سے ہیں۔ مجھے اس بات پر بھی تعجب ہے کہ غیبت جیسے گناہ کو یہ لوگ شاید اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔

۳ رِیا:

مناظر آدمی ”رِیا“ سے بچا رہے، یہ بہت مشکل ہے۔ بیان کرنے کے لیے جب کوئی مناظر آئے، تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ مجمع کو اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ راقم کو اس کا مشاہدہ بھی ہے کہ اپنے بیان سے پہلے تمہید میں ایسی باتیں کرنا کہ جس سے تاثر ملے کہ ”جو بیان مَیں کر رہا ہوں، آج سے پہلے آپ نے ایسا بیان نہ سنا ہوگا“، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں رِیا نہیں ہیں تو کیا ہے؟

---

(۱): عن أبي هريرة رضي الله عنه، رواه سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في الحسد.

آپ یہ نہ سوچیے کہ مجھے مناظرین سے عداوت ہے، بلکہ یہ باتیں میں نے خود محسوس کی ہیں، اور لکھی صرف اس لیے ہیں کہ طلباء اپنی صلاحیت کو اچھے کاموں میں لگائیں۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت:

اگر مناظر بننا ہی ہے، تو امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ''احیاء العلوم'' اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مناظرہ سے متعلق ارشادات پڑھے تاکہ حدِّ اعتدال میں رہے۔ ہاں باطل فرقوں کا ردّ تحریری طور پر مضبوط دلائل کے ساتھ کرنا بہت مناسب ہے، مگر اس میں بھی نیت یہی ہو کہ بندگانِ خدا پر حق واضح ہوتا رہے، ردّ میں حد سے تجاوز نہ کرے، اصلاح کا پہلو غالب رہے، اکابرِ اُمّت نے اسی انداز کو اپنایا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک اہم نصیحت پر بات ختم کرتا ہوں، فرماتے ہیں کہ:

''عہدِ ماضی میں عوام کی گم راہی کا باعث خود اہلِ حق کا تعصب بن گیا ہے۔ انھوں نے حق کی حمایت میں ناحق جماعت کو بنظرِ حقارت و نفرت دیکھا، جاہلوں نے صرف ان کی ضد میں اپنے جہل اور عناد میں اور تشدد اختیار کرلیا، آہستہ آہستہ یہ وقتی ضد دائمی عقائد بن گئے''۔

امام صاحب کی یہ بات مناظرین کے لیے مشعل ہے جسے ساتھ رکھ کر راستہ دیکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو ہمیشہ کامیاب اور غالب فرمائے اور ہمیں تکبر، حسد، بغض اور رِیا سے بچائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

احقر محمد آصف انبالوی خطیب جامع مسجد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، باگڑیاں گرین ٹاؤن لاہور

تحریر ہذا میں مذکور معروف مناظر کے متعلق صدر الوفاق کا ایک اہم مکتوب

مکتوب نگار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرخیل علماء دیوبند محترم جناب

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ سے آپ کی خیریت کا متمنی اور دعا گو ہوں، اللہ جل شانہٗ حضور والا کا سایہ شفقت وصحت وعافیت کے

جواب

باسمہ الکریم

مکرمی زید مجدکم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس کے ساتھ دیگر عکسی نقول بھی تھیں۔ احقر نے اسے کئی مرتبہ بغور پڑھا اور ہر مرتبہ سر شرم سے جھک گیا کہ دین سے وابستہ اور منسوب افراد ایسے

ساتھ امت پر قائم ودائم رکھے" آمین"۔

حضور والا: الحمدللہ مسلک دیوبند کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت جیسے متبع سنت، بدعات سے کوسوں دور اور کسی بھی منکر پر اپنے اور پرائے کی تفریق کیے بغیر بلا کسی خوف لومۃ لائم کے نکیر فرمانے والے اکابر سے نوازا ہے، نیز اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مختلف فتنوں کا تعاقب اور جدیدیت کے زہر قاتل سے تریاق کی مانند اصلاح کی خاطر آپ نے جو کوششیں اور کاوشیں فرمائی ہے وہ ہرگز بھی محتاج بیان نہیں۔ ان فتنوں میں خاص طور سے دین اور مسلک کے نام پر ڈیجیٹل کیمرہ سے تصویر کشی اور ویڈیو گرافی کے عالمگیر فتنہ پر جو گرفت آپ نے فرمائی ہے وہ بالکل بجا اور بروقت ہے، اکابر کی طرف سے اس صراحت کے باوجود مسلک دیوبند سے نسبت کرنے والے بعض علماء انہی سامان فتن کو دین و مسلک کی خدمت و دفاع کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں، ان میں سرفہرست ویڈیو اور تصویر کے فتنہ سے شہرت پانے والے مولوی...... بھی ہے اسی پر بس نہیں بلکہ مزید تکلیف دہ بات یہ ہے کہ موصوف یہ پروپیگنڈا کر کے سادہ لوح عوام سے چندہ کے نام پر مال بٹورنے میں مصروف ہے کہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مسلک کی ترجمانی کے حوالے سے "موصوف" پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔

پچھلے مہینے یہ شخص سعودیہ عرب عمرہ کے ویزے پر آیا اور آپ کی آواز سنا کر بلا مبالغہ بیسیوں ہزار ریال صرف جدہ سے جمع کیا اور غالباً اسی طرح مکہ مدینہ سے بھی کیا ہوگا۔

حضور والا: اپنے زور بیان اور ویڈیو کے ذریعے شہرت پانے والا یہ شخص مالی بدعنوانی میں عالمی سطح پر معروف ہے۔ جس کی تفصیل ہندوستان کے مشہور ومعروف عالم دین حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زیر ادارت نکلنے والے دو شرمناک کردار کے حامل بھی ہو سکتے ہیں؟

کئی مرتبہ یہی خیال آیا یہ خطوط مولوی...... کی اہلیہ کے نام سے کسی نے از خود تحریر کر دیے ہوں گے لیکن اس کے ساتھ جامعہ احسن العلوم کراچی کے فتوے کی نقل اور مرحوم مولانا ابوبکر غازی پوری کے تحریر کردہ اداریے نے معاملہ قریب قریب واضح کر دیا ہے۔ اور ......صاحب کی تصویریں اور مووی بنوانے کے منکر میں مبتلا ہونے کی شہرت تو احقر دیگر ذرائع سے بھی سنتا رہا ہے۔

ایک آدھ پروگرام میں ملاقات کے علاوہ...... سے ملنا یاد نہیں۔

میری جس تائید کا آپ نے اپنے خط میں حوالہ دیا ہے اور بقول آپ کے جسے سنا کر وہ سعودی عرب اور دیگر جگہوں سے مال بٹورنے میں مصروف ہیں اس تائید کی حقیقت فقط اتنی تھی کہ......صاحب نے ایک مرتبہ میری موجودگی میں مماتیت کے رد میں تقریر کی تھی جو علمائے دیوبند کے مسلک کے مطابق تھی اور انداز بھی سہل اور عام فہم تھا۔

احقر نہ عالم الغیب ہے اور اس وقت نہ ان کے ذاتی احوال سے واقف تھا۔ اب جب کہ ان کے احوال ذاتی سے واقفیت ہوئی ہے احقر اپنی سابقہ تائید سے رجوع کرتا ہے اور...... موصوف کو بھی توبہ اور رجوع الی اللہ کی دعوت دیتا ہے۔ سب سے زیادہ دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ...... نے اپنی شہرت اور ناموری کے لیے مولانا امین صفدر اوکاڑوی جیسی فقیر منش اور للّٰہیت سے بھرپور شخصیت کو زینہ بنایا جنہوں نے مال و اسباب کی قلت کو برداشت کرتے ہوئے مسلک حقہ کی نشر و اشاعت

ماہی رسالہ (زمزم) میں تحریر فرما چکے ہیں، جب کے اس شخص کے کردار اور بداخلاقی کے حوالے سے حضرت...... صاحب رحمہ اللہ کی صاحبزادی (جو اس کے نکاح میں رہی ہے) کی وہ تحریر پڑھ کر ایک شریف آدمی کا سر شرم سے جھک جاتا ہے جو انھوں نے مختلف مفتیان کرام کو اپنے نکاح کے باقی رہنے اور نہ رہنے کے سلسلے میں لکھی ہے کہ اس قدر ناشائستہ اور غیر شرعی حرکات کرنے والے لوگ آج بھی نہ صرف مسلک دیوبند کے ترجمان بنے ہوئے ہیں بلکہ پوری بے شرمی کے ساتھ حضور والا کا نام بھی استعمال کر رہے ہیں۔ مزید برآں شنید یہ ہے کہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف مذکور سے خلافت بھی واپس لے لی تھی جس کا تذکرہ مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا رسالہ ''زمزم'' میں بھی کیا ہے، اس کی مزید تائید حضرت حکیم صاحب رحمہ اللہ کے اس اعلان سے بھی ہوتی ہے جو ماہنامہ ''الابرار'' میں بھی چھپ چکا ہے اور ماہنامہ ''الصفدر'' میں بھی چھپا ہے کہ ''جو حضرات تصویر کے فتنے میں مبتلا ہیں وہ اپنی نسبت حضرت کی طرف نہ کریں، ایسے لوگوں میں سے کسی کو حضرت کی طرف سے اجازت وخلافت حاصل ہو تو اسے بھی منسوخ سمجھا جائے۔

حضور والا دامت برکاتکم: ان حالات میں یہ ضروری سمجھا کہ یہ امور آپ کے علم میں لاکر مذکورہ شخص کے بارے میں آپ کی رائے معلوم کی جائے تاکہ حضور والا اور مسلک دیوبند کا نام غلط مقاصد کے لیے استعمال نہ کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکابر کے نقش قدم پر ٹھیک چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ جزاکم اللہ خیرا الجزاء

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنجناب کا خادم اور طالب دعاء

.... جدہ۔ سعودی عرب

میں اپنی پوری زندگی صرف کردی۔

......صاحب نے مولانا امین صفدر کی بنائی ہوئی جماعت پر اور حلقے پر قبضہ کرلیا میری معلومات کی حد تک ......کو مولانا مرحوم کے برادر اصغر مفتی محمد انور اوکاڑوی کا اعتماد بھی حاصل نہیں اس لیے...... سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا صفدر کو اپنی شان عالی کے مطابق جزاء عطا فرمائے۔ آمین

مولوی......کو بھی عملاً مولانا صفدر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور ارزانی عطاء فرمائے۔ آمین

اسی کے ساتھ احقر دیگر علمائے کرام سے بھی گزارش کرتا ہے کہ اس قسم کی تائیدات کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کریں۔

سلیم اللہ خان

جامعہ فاروقیہ کراچی

رئیس وفاق المدارس العربیہ پاکستان

صدر اتحاد وتنظیمات عربیہ پاکستان

۱۰/رجب ۱۴۳۷ھ ۱۷/اپریل ۲۰۱۶ء

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ